"مصالح مرسلہ" بحیثیت ماخذِ فقہِ اسلامی

جناب شفقت حسین خادم صاحب ۔ شعبہ علوم اسلامی یونیورسٹی آف کراچی

(۲)

مصالح مرسلہ کی شرائط مالکی مذہب کی اس دلیل شرعی کے لیے حسبِ ذیل شرائط ہیں:

۱ ـــ یہ مصالح اُن مصالح کے مشابہ ہوں جن کا شارع نے اعتبار کیا ہے یعنی کلیاتِ خمسہ کی ضروریات میں سے کسی کی ضرورت سے ان کی مشابہت ہو۔

۲ ـــ قطعیہ ہوں کہ ان مصالح کی حصول کا یقین ہو۔

۳ ـــ کلیہ ہوں، یعنی ملک و ملت کے عمومی فائدے اور مصلحت سے ان کا تعلق ہو۔ اصل یہ ہے کہ جن مصالح کا حصول مقصود اور نصرت کا دفعیہ مقصود ہو۔ وہ بنیادی اُصول اور کلی پالیسی کے خلاف نہ ہوں اگرچہ کہیں ان کا ذکر نہ موجود ہو جیسا کہ اس کی تائید حسبِ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

"كل اصل شرعي لم يشهد له نص معين وكان ملائماً لتصرفات الشرع ومأخوذاً معناه من ادلته فهو صحيح يبنى عليه ويرجع اليه" (الموافقات الشاطبی ج ۱ ص ۳۹)

یعنی "جس اصل شرعی کی شہادت کسی متعین نص سے نہ ملے لیکن وہ شرعی تصرفات کے مناسب ہو اور اس کے معنی شرعی دلائل سے ماخوذ ہوں تو وہ اصل صحیح قرار پائے گی اور اُس سے احکام کا استنباط جائز ہوگا۔"

مذکورہ مصالح کو حسبِ ذیل مثال سے سمجھا جا سکتا ہے، مثلاً اسلام اور کفر کی جنگ میں

دشمن نے مسلم قیدیوں کو سامنے کر دیا اور یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر ان مسلموں پر حملہ نہ کیا گیا تو دشمن کی پسپائی ناممکن ہوگی اور وہ غالب آ جائیں گے۔ ایسی حالت میں باوجود اس کے کہ مسلمان کا قتل ناحق حرام ہے پھر بھی اُن کو تہ تیغ کر کے دشمن پر حملہ کرنا ضروری ہے اس صورت کا تعلق چونکہ عمومی مصلحت اور دین و ملت کی حفاظت و بقا سے ہے اس لیے قتلِ مسلم کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ بعض فقہاء نے قرآن کریم کی جمع و تدوین، علوم شرعیہ کی تدوین اور دفاتر کی ترتیب وغیرہ کو اسی کے تحت بیان کیا ہے۔ لیکن اگر یہ مصلحت کلی ضروری نہ ہو تو غیر معتبر ہوگی۔

مصالح اگر غریب مرسل ہوں (اگر عین وصف کا حکم میں اعتبار مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں معلوم نہیں اور نہ ملائم کے تینوں اعتبارات میں کوئی اعتبار اس میں معلوم ہے تو اُسے غریب مرسل کہتے ہیں) اور اُن کے اعتبار کی شہادت کسی اصل خاص سے نہیں ملتی لیکن وہ شریعت کے عام مقاصد کے موافق ہیں تو امام مالکؒ کے ہاں ان کی قبولیت کے لیے یہ شرائط ہیں:

۱۔ مصلحت میں اور مقاصدِ شرع میں ملاءمت ہو اور وہ شریعت کی کسی اصل اور دلیل کے معارض نہ ہو۔

۲۔ معقول ہو کہ جب اہلِ عقول کے سامنے آئے تو اُسے قبول کر لیں۔

۳۔ مصلحت ضروریات اور حاجیات سے متعلق ہو تحسینیات سے متعلق نہ ہو (الاعتصام ج ۲، ص ۱۳۱)

اور اگر یہ مصالح ضروریات سے متعلق ہیں تو انہیں سب قبول کرتے ہیں چنانچہ ابن ہمام لکھتے ہیں مناسب ضروریات خمس میں سے کسی کی حفاظت سے متعلق ہے تو احناف و شوافع سب کے نزدیک اسی پر عمل لازم ہے اور یہی نہیں بلکہ ان کا اعتبار مجمع علیہ ہے اور اگر وہ مصالح حاجیات سے متعلق ہیں تو انہیں امام مالکؒ قبول کرتے ہیں۔ احناف و شوافع قبول نہیں کرتے جیسا کہ مذکورہ بالا شاطبی اور ابن ہمامؒ کے حوالوں کو باہم ملانے سے ظاہر ہے۔

امام غزالیؒ ایسے مصالح کی قبولیت کے لیے یہ تین شرائط عائد کرتے ہیں کہ وہ ضروری قطعی اور کلی ہوں اور قرطبی فرماتے ہیں کہ ان شرائط کے ساتھ ان کی قبولیت میں کسی کا اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔

(ضروری سے مراد یہ ہے کہ وہ ضروریاتِ خمس میں سے ہو یعنی حفظِ دین، نفس، عقل، مال اور حفظِ نسب۔ اور قطعی سے مراد یہ ہے کہ اس سے مصلحت کا حصول یقینی ہو اور کلی سے مراد یہ ہے کہ اُس کا فائدہ تمام مسلمانوں کے لیے عام ہو (نہایۃ الوصول فی شرح

منہاج الاصول از اسنوی ، مکتبہ محمودیہ مصر) ۔علامہ آمدی فرماتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ کی طرف مطلقاً بیوانکا انتساب صحیح ہو تو وہ بھی انہی قیود کا اعتبار کرتے ہوں گے (الاحکام فی اصول الاحکام از سیف الدین ابوالحسن علی آمدی ، مطبع محمد علی صبیح مصر)۔

جیساکہ اوپر عدوان اسلام کی جنگ میں مسلم قیدیوں کے ضمن میں ذکر ہوا کہ اگر مصلحت کلی ضروری نہ ہو تو معتبر نہ ہوگی، اسی طرح اگر یہ مصلحت کلی نہ ہو تو بھی معتبر نہ ہوگی۔ مثلاً اگر چند آدمی کشتی میں سوار ہوں اور کشتی ڈوبنے لگے اور بعض آدمیوں کو غرق کر دینے سے باقی آدمی بچ جائیں تو اس طرح بعض کا غرق کر دینا جائز نہیں، کیونکہ اس صورت میں مصلحت کلی نہیں جزئی ہے، یعنی تمام کے بجائے چند انسانوں کے مفاد سے متعلق ہے۔ اسی طرح اگر یہ مصلحت قطعی نہ ہو تب بھی معتبر نہ ہوگی، مثلاً ان بے گناہ مسلمانوں کو جنہیں ڈھال بنا یا گیا ہے، اگر قتل نہ کیا جائے تب بھی اس کا یقین نہ ہو کہ کفار مسلمانوں پر مسلط ہو جائیں گے یا مثلاً کفار قلعہ بند ہو کر مسلمانوں کی ڈھال بنالیں تو ان مسلمانوں کا قتل جائز نہیں کیونکہ اول تو قلعے پر قبضہ کرنا ضروری نہیں اور اگر ہو بھی تو اس بات کا یقین نہیں کہ ان مسلمانوں کے قتل کے بعد قلعہ فتح ہو ہی جائے گا۔

(المستصفی ج ۱ ص ۲۹۶ ، ارشاد الفحول ص ۲۴۲)

مصالح مرسلہ سے متعلق امام مالکؒ کے دلائل

آئمہ فن میں امام مالکؒ نے مصالح مرسلہ کے استعمال میں زیادہ وسعت سے کام لیا ہے اور موقع و محل کے لحاظ سے بعض جگہ مذکورہ حدود و قیود کا بھی زیادہ لحاظ نہیں کیا ہے اسی وجہ سے یہ اصول اُن کی جانب منسوب ہے ورنہ اس کی حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔ اس کے متعلق امام صاحب کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ شارع نے جنس مصالح کا جنس احکام میں اعتبار کیا ہے جیساکہ قیاس کے باب میں تفصیل گذر چکی ہے۔ شارع کے اس اعتبار سے وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

۲۔ نئے احوال و مسائل کے استنباط میں صحابہ کی مثال موجود ہے کہ وہ مطلقاً مصالح کا اعتبار کرتے ہیں، نہ زیادہ بحث و تمحیص میں پڑتے تھے اور نہ کسی دلالت کی تلاش انہیں ہوتی تھی۔ مثلاً کتابت قرآن، خلافت کے لیے طریق انتخاب، محکمہ جاتی تقسیم، قیدخانہ وغیرہ کی تعمیر، جمعہ کے لیے نئی اذان (موجودہ پہلی اذان) کا تقرر اور وہ اوقاف جو مسجد نبوی

کے مقابل تھے۔ مسجد کی تنگی کے وقت ان کے احکام میں وسعت وغیرہ - یہ ایسے امور ہیں کہ صحابہ نے مطلق مصلحت کے پیش نظر انہیں انجام دیا تھا حالانکہ نہ کوئی مثال موجود تھی اور نہ کوئی نظیر اس طرح گویا مطلق مصلحت کے اعتبار پر اجماع ہو گیا ہے (فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر از تقی امینی ص ۲۴۱-۲۴۲)۔

مصالح مرسلہ سے متعلق فقہاء کے گروہ مصالح مرسلہ سے متعلق فقہاء کے تین گروہ ہیں:

۱- ایک گروہ مصالح مرسلہ کو مطلقاً غیر معتبر خیال کرتا ہے - ابن الحاجب کہتے ہیں کہ یہی مذہب مختار ہے اور آمدی اس مسلک کو فقہا کا متفقہ مسلک قرار دیتے ہیں۔

۲- دوسرا گروہ اسے مطلقاً حجت قرار دیتا ہے امام مالکؒ سے یہ مشہور ہے اور امام الحرمین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن الحاجب نے کہا ہے کہ امام شافعیؒ سے بھی یہی منقول ہے۔

۳- تیسرا مسلک امام غزالی کا ہے اور اسی کو بیضاوی نے اختیار کیا ہے کہ اگر وہ مصلحت ضروری، قطعی اور کلی ہو تو اس کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ غیر معتبر سمجھی جائے گی۔

بقول اسنویؒ، ابن الحاجب اور امام الحرمین دونوں امام شافعی سے متعلق نقل کرتے ہیں کہ مصالح مرسلہ کو تسلیم کرتے تھے، مگر امام الحرمین یہ کہتے ہیں کہ بشرطیکہ وہ مصالح شارع کی بیان کردہ مصالح کے ساتھ مشابہت رکھتی ہوں۔

(آثار امام شافعی از ابوزہرہ ترجمہ رئیس احمد جعفری ص ۲۷۳، شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

مصالح مرسلہ کی مثالیں ۱- کاریگر سے تاوان وصول کرنا مصلحت عامہ کا تابع ہے۔ اگر کاریگر سے کسی کی چیز ضائع ہو جائے تو اس کو تاوان دینا پڑے گا۔ چنانچہ خلفائے اربعہ نے اُن پر ضمانت کا فیصلہ کیا ہے اور حضرت علیؓ تو فرماتے ہیں "اس کے بغیر اصلاحِ احوال نہیں ہو سکتی"۔

۲- فوجی اخراجات کی کفالت، نیز ملک کے دفاع کی خاطر امراء پر ٹیکس لگانا، بعض فقہا کا خیال ہے کہ ایسے مواقع پر قرضے لیے جائیں چنانچہ اس کے جواب میں علامہ شاطبی لکھتے ہیں "ہنگامی حالات میں قرضہ اس وقت لینا چاہیے جب آمدنی کی کوئی صورت ہو، لیکن اگر آمدنی کے

مضبوط ذرائع نہیں ہیں یا اس کی امید نہیں ہے تو پھر ٹیکس کے سوا چارہ نہیں ہے۔

۴ ـــ ایک قتل کے جرم میں قاتلین کی جماعت کو قتل کر دیا جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کے قتل کے جرم میں ایک جماعت کو سزائے قتل دی کیونکہ یہ سب سزائے قتل میں شریک تھے یہ مصلحت پر مبنی سزا تھی منصوص نہ تھی۔

مصالح مرسلہ کی اہمیت سوائے امام داؤد ظاہری کے تمام ائمہ دین اس بات پر متفق ہیں کہ معاملات سے تعلق رکھنے والے مسائل شرعیہ کے عقلی پیمانے استعمال کیے جاتے ہیں اور ان مسائل کے شرعی احکام مصالح اور رفاہِ عامہ پر مبنی ہیں۔ اگر شرع ان مصلحتوں کا جواز یا عدم جواز نص یا قیاس سے واضح کر دے تو اس کی تعمیل واجب ہوگی لیکن جب شرع مسائل کے بارے میں خاموش رہے تو ایسے امر میں مصالح عامہ سے استصواب کیا جا سکتا ہے (فلسفہ شریعتِ اسلام)۔ دراصل مصالح مرسلہ کو شرعی احکام میں داخل کرنا اس امر کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اسلامی اجتہاد کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس میں شریعت کی اصلی روح اور اس کے مقصد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اگر اس کی صحیح روح اور اس کے اصل مقاصد کی حفاظت ہوتی ہو اور اس سلسلے میں نص شرعی کی لفظی پابندی سے کسی قدر انحراف ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ عوام کے مصالح آن پر غالب رہیں، لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں اور شریعت کے بنیادی مقاصد محفوظ رہیں اور اس طرح عدل و انصاف کے اس اعلیٰ معیار کی حفاظت ہو سکے گی جس کا پتہ ترجیح اور مقابلے کے بعد ہی چل سکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اگر ہم فقہ اسلامی کے اصولوں پر غور و فکر سے کام لیں یعنی کتاب، سنت، اجماع، قیاس، استحسان اور مصالح مرسلہ وغیرہ اور ان اصولوں کا دوسری شریعتوں (یا نظام ہائے قانون) سے مقابلہ کریں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اسلامی شریعت کا دائرہ بہت وسیع ہے وہ نہ صرف عدل و انصاف کی حامی ہے بلکہ امن و امان اور عوام کی بھلائی کے ذرائع بھی مہیا کیے گئے ہیں نیز یہ حقیقت بھی آپ پر واضح ہو گئی ہوگی کہ اسلامی شریعت

(باقی بر صفحہ ۵۶)